عدم برداشت کا قومی و بین الاقوامی رجحان
اور تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

——— پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ ———

"عدم برداشت کا قومی و بین الاقوامی رجحان اور تعلیماتِ نبویؐ" کے عنوان سے پروفیسر عبدالماجد صاحب کا مضمون قبل ازیں ماہنامہ حکمت قرآن میں اپریل تا جون ۲۰۰۰ء کے شماروں میں تین اقساط میں شائع ہو چکا ہے۔ اسی موضوع پر ہمیں پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ کی تحریر موصول ہوئی ہے' جو ہدیۂ قارئین کی جا رہی ہے۔

قومی و بین الاقوامی عدم برداشت کے رجحان کا جائزہ لینے کے لئے اس کے پس منظر میں کار فرما عوامل کا بغور مطالعہ ضروری ہے' جن کی وجہ سے اقوام عالم کے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور نرمی' محبّت و مودت کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تصورِ قومیت میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں اور مختلف جغرافیائی خطوں میں نسل اور زبان کے تعلق سے الگ الگ قومیں معرض وجود میں آتی ہیں۔ ان میں سے ہر قومیت کے افراد کے باہمی مفادات ممکن ہے کہ ہم آہنگ ہوں' لیکن حقیقت یہ ہے کہ مختلف قومیتوں میں ہم آہنگی کی بجائے تضاد پایا جاتا ہے۔ پھر یہ تضاد ان کو باہمی مسابقت' مقابلہ اور بالآخر مقاتلہ تک لے جاتا ہے۔ خلافتِ عثمانیہ سے دنیائے عرب کا امریکہ' فرانس اور برطانیہ کا آلۂ کار بن کر الگ ہونا اور پھر ۱۹۲۴ء میں مصطفیٰ کمال اتاترک کا خلافت کو ختم کر کے قومیت کے نام پر ترکی کو ترقی دینا' اس کی مثال ہے۔ بقول اقبال : ؎

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے!

برِّعظیم پاک وہند میں تحریک پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ بنا۔ مسلمانوں نے "قومیں اوطان سے بنتی ہیں" کو ٹھکرا کر "قومیں نظریئے سے بنتی ہیں" کو اساس بنایا اور پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن ۱۹۷۱ء میں خطے، نسل اور زبان کے تعصّب نے جوش مارا۔ اس طرح مشرقی پاکستان کے عوام عدم برداشت کے رجحان کی زد میں آ گئے اور یوں کرۂ ارض کی سب سے بڑی اسلامی مملکت دولخت ہو گئی۔

نظریہ وطن میں نسل اور زبان کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ایران، عراق اور ترکی میں ۷۴۶۰۰ مربع میل میں نو لاکھ کرد آباد ہیں۔ تینوں ممالک کردوں کو ان کا جائز مقام دینے سے گریزاں ہیں اور کرد مسلم ممالک کے مسلمان شہری ہونے کے باوجود نسل کے نام پر اپنے الگ تشخص کے لئے سرگرمِ عمل ہیں۔ حال ہی میں ترکی حکومت نے کرد رہنما عبداللہ اوجلان کو گرفتار کر کے بغاوت کا مقدمہ قائم کر دیا ہے۔ نسل پرستی یوگوسلاویہ میں بھی رنگ لائی۔ ۱۹۹۱ء میں چھ کی وحدت سے تین ریاستیں الگ ہو گئیں۔ ۱۹۹۲ء میں بوسنیا کی پارلیمنٹ نے بھی خود مختاری اختیار کر لی اور یہ اقوام متّحدہ کا ممبر بن گیا۔ یوگوسلاویہ اور سربیا بوسنیائی مسلم ریاست کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھتے تھے، چنانچہ انہوں نے سربوں کی پشت پناہی کر کے البانوی نژاد مسلمانوں کا قتل عام شروع کرا دیا۔ بوسنیا میں خون ریزی، عصمت دری اور گینگ ریپ کا بازار گرم ہو گیا اور تین لاکھ البانوی نژاد مسلمان گھربار چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ بین الاقوامی طور پر کوششیں ہو رہی ہیں کہ بوسنیا کے مسلمانوں اور سربوں میں امن کا معاہدہ طے پا جائے۔ قبرص بھی نسل پرستی کا شکار ہو کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ شمالی حصے میں ۷۲ فی صد یونانی اور ۱۸ فی صد ترک، جبکہ جنوبی حصے میں ۹۹ فی صد ترک اور ایک فی صد یونانی تھے۔

نسلی تعصّب امریکی معاشرت کی پیشانی کا بدنما داغ ہے۔ امریکہ میں سیاہ فاموں کو ذلیل و رسوا کرنا، امریکی تہذیب کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ امریکہ میں سیاہ فاموں کو سفید فاموں کے ہم پلہ بننے کے لئے آگ و خون کے دریا سے گزرنا پڑا ہے۔ مغربی ممالک فراخ دلی کے دعوؤں کے باوجود بھی نسلی تعصب سے جان نہیں چھڑا سکے۔ حال ہی میں ڈیلی ٹیلی گراف نے جائزہ رپورٹ تیار کی ہے جس میں ۸۰ فیصد برطانوی باشندوں نے رائے دی

تھی کہ "نسل پرستی" آج بھی ختم نہیں ہوئی۔ امریکی صدر ابرہام لنکن نے غلامی کو ختم کرنے کا حکم دیا تھا جس کے نتیجے میں ہولناک لڑائیوں کا سلسلہ چل نکلا اور لاکھوں امریکی دونوں طرف سے لقمۂ اجل بنے، حتیٰ کہ ابرہام لنکن خود بھی قتل ہو گیا۔

روس نے افغانستان کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا مگر یہ اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ آخر اسے جنیوا معاہدے کے مطابق ۱۴/ اپریل ۱۹۸۸ء کو افغانستان خالی کرنا پڑا۔ افغان جنگ میں روس کا اندرونی توازن اس حد تک بگڑ گیا کہ وہ اپنی وحدت کو قائم نہ رکھ سکا۔ افغانستان میں مجاہدین ۸۰ فیصد علاقے پر قابض تھے مگر اقتدار جنرل نجیب اللہ کو ملا۔ اس سے افغانستان خانہ جنگی کی لپیٹ میں آ گیا۔

بڑی طاقتوں کی چال بازی بھی کمزور ملکوں کو اپنا آلۂ کار بنائے رکھتی ہے۔ اس کی ایک مثال دنیائے عرب میں اسرائیل کی حکومت کا قیام ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں یہودیوں نے اپنی مالی اور فوجی امداد سے اتحادیوں کو اپنا ہم نوا بنا لیا جس کے نتیجے میں ۱۴ مئی ۱۹۴۸ء کو امریکہ اور برطانیہ کی ملی بھگت سے اسرائیلی حکومت قائم کر دی گئی۔ عربوں نے اس شجرۂ خبیثہ کو جڑ سے اُکھاڑنے کے لئے ۱۹۴۸ء، ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۷ء اور ۱۹۷۳ء کی جنگیں لڑیں مگر وہ اس کا قلع قمع نہ کر سکے اور خود انتشار کا شکار ہو کر رہ گئے۔

برطانیہ نے ۱۹۴۷ء میں برِّعظیم کو ۳/ جون ۱۹۴۷ء کے منصوبے کے تحت دو مملکتوں میں تقسیم کیا مگر ریاست جموں و کشمیر کا بھارت سے الحاق کر کے اور پنجاب کی غیر منصفانہ تقسیم کر کے دو ملکوں کو الجھا دیا۔ بھارت بڑی طاقت ہونے کی وجہ سے پاکستان کے وجود کو تسلیم کرنے سے ہمیشہ گریزاں رہا ہے۔ اس نے دو قومی نظریئے کو باطل قرار دینے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ پہلے اس کا خیال تھا کہ پاکستان معاشی طور پر نڈھال ہو کر اکھنڈ بھارت بننے کی خود درخواست کرے گا۔ اس کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی تو وہ کنفیڈریشن کے ذریعے نظریہ پاکستان کو غلط ثابت کرنے کی کوشش میں ہے۔ بھارت ریاست جموں و کشمیر سے استصواب رائے کا سلامتی کونسل میں وعدہ کرنے کے بعد وعدہ خلافی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس طرح پاکستان اور بھارت کے درمیان ۱۹۴۸ء، ۱۹۶۵ء

اور ۱۹۷۱ء کی جنگیں ہو چکی ہیں۔ ۱۹۹۰ء سے مجاہدین کشمیر آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ بھارت کی سات لاکھ فوج ریاست جموں و کشمیر میں بر سر پیکار ہے جس کے نتیجے میں ہزاروں کشمیری جامِ شہادت نوش کر چکے ہیں۔ ہزاروں عورتیں اپنی عصمت سے محروم ہو چکی ہیں اور ہزاروں بچے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر چکے ہیں۔ شہداء نے اپنے خون سے آزادی کے جو دیپ روشن کئے ہیں' ان کی روشنی سے ہی ظلمت کی تاریکی چھٹے گی۔

بعض ممالک بڑی طاقتوں کا آلۂ کار بن کر دوسرے ملکوں کی آزادی کو نشانہ بناتے ہیں۔ اسرائیل مشرقِ وسطیٰ میں بڑی طاقتوں کا پروردہ اور منظورِ نظر ہے۔ اس نے کئی بار عرب ممالک کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنایا۔ اردن اور لبنان تو نصف صدی سے اس کی بربریت اور ظلم کا تختۂ مشق بن رہے ہیں۔ بڑی طاقتیں بے تحاشا جنگی ساز و سامان تیار کرتی ہیں۔ انہیں اسلحہ' بارود اور مہلک ہتھیار فروخت کرنے کے لئے منڈیوں کی تلاش ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ہمسایہ ملکوں کو لڑانے اور ان کو ہتھیار فروخت کر کے دولت ہتھیانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ ایسی ہی ایک مثال عراق ایران جنگ کی ہے۔ ایران میں ۱۹۷۹ء میں مذہبی انقلاب آیا۔ امریکہ کو خطرہ تھا کہ اگر اسلامی ملکوں نے انقلاب کی پشت پناہی کی تو عالمِ اسلام کی قیادت ایران کے بنیاد پرست حاصل کرلیں گے۔ عراق اُن دنوں تیل کی دولت سے اسلحہ سازی کے ارتقائی مراحل طے کر کے ایٹم بم تک پہنچنے کی صلاحیت حاصل کر رہا تھا۔ چنانچہ امریکہ نے عراق کی قیادت کو شیشے میں اتار کر ایران پر حملے کی راہ دکھائی۔ عراق نے امریکہ کے حلقۂ دامِ فریب میں گرفتار ہو کر ایران پر حملہ کر دیا اور ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۸ء تک دونوں ملک بے فائدہ جنگ لڑتے رہے۔ دنیائے اسلام کو اس جنگ سے دو نقصان ہوئے۔ ایک طرف انقلاب کے بعد ایران کی ترقی کی رفتار سست پڑ گئی اور دوسری طرف مسلمان ممالک عراق سے بد ظن ہو گئے اور اس کی ایٹمی طاقت بننے کی صلاحیت بھی دب کر رہ گئی۔

بڑی طاقتیں مشرقِ وسطیٰ سے تیل کی دولت ہتھیانے کی فکر میں تھیں۔ ایک بار پھر عراق امریکہ کے دام فریب میں آگیا اور وہ کویت پر حملہ کر بیٹھا۔ اس آڑ میں امریکہ نے

عراق پر ایک کاری ضرب لگائی اور سعودی عرب و کویت کو نہ صرف ہتھیار فروخت کئے بلکہ اپنی بھاری فوج کے اخراجات کا بوجھ بھی ان پر ڈال دیا۔ اب بڑی طاقتیں محسوس کر رہی ہیں کہ سعودی عرب اور کویت کی ہمت جواب دے رہی ہے۔ اسلئے اب وہ نئے شکار کی تلاش میں ہیں۔ اب شاید ایران انکے عزائم کی تکمیل میں معاون ثابت ہو۔ ایران نے تین جزائر ابو موسیٰ' لیسرا اور تنبز پر قبضہ کرلیا ہے' جن پر عرب امارات اپنی ملکیت کا دعوے دار ہے۔ خلیجی ممالک سعودی عرب' متحدہ عرب امارات' عمان' قطر' بحرین اور کویت امریکہ سے اسلحے کے خریدار ہیں۔ حال ہی میں عرب امارات نے دو بلین ڈالر کے فضاء سے فضاء میں مار کرنے والے میزائل خرید کئے ہیں۔ ایران اور عرب امارات نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو عراق کویت کی تاریخ یہاں بھی دہرائی جانے والی ہے۔

حکومتیں کہیں شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم رکھنے کے لئے کوشاں ہیں اور کہیں شہری برداشت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ کر وفاق سے کٹنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ پہلی قسم میں بھارت سرِفہرست ہے۔ انڈیا آرمی نے ۶/ جون ۱۹۸۴ء کو سکھوں کے گردوارے گولڈن ٹمپل پر حملہ کر کے سینکڑوں سکھوں کو موت کی نیند سلا دیا۔ جس کے نتیجے میں ۱۲/ جون ۱۹۸۴ء کو جگجیت سنگھ نے خالصتان حکومت کا اعلان کردیا اور ۳۱/ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو بھارت کی وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی اپنے دو سکھ محافظوں کے ہاتھوں قتل ہو گئی۔ بھارت شمال مشرقی ریاست آسام اور ریاست تری پورہ میں عوام کو ان کے حقوق دینے سے قاصر رہا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے عوام بھارت کے خلاف ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ دوسری قسم میں سری لنکا کے تامل ناڈو اور بوسنیا کے سرب آتے ہیں جو انتہائی قِلّت میں ہونے کے باوجود بیرونی پشت پناہی کی وجہ سے حکومت کے لئے دردِ سر بنے ہوئے ہیں۔

بڑی طاقتیں دو عملی کا شکار ہیں۔ وہ جو خود اپنے لئے پسند کرتی ہیں اُس سے دوسروں کو باز رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ اکثر اپنی طاقت کا لوہا منوانے کے لئے چھوٹے ملکوں کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتی رہتی ہیں۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد سے امریکہ

دوسرے ممالک کو سی ٹی بی ٹی کا پابند کرنے کی فکر میں ہے مگر خود کوئی پابندی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

روس افغانستان کی جنگ میں اپنی وحدت کو قائم نہ رکھ سکا اور وسط ایشیا کی چھ مسلم ریاستیں آزاد ہو کر خود مختار حیثیت اختیار کر گئیں۔ ۱۹۹۱ء میں چیچنیا نے بھی روس سے الگ ہو کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ چیچنیا کی ایک ملین آبادی ۸۰ فیصد سُنّی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ روس نے ۱۹۹۴ء سے ۱۹۹۶ء تک اس پر جنگ مسلط کئے رکھی۔ تاہم چیچن مسلمانوں نے روس کو ایک معاہدہ کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے باوجود روس چیچنیا کے اندرونی معاملات میں مداخلت کے لئے راہیں تلاش کرتا رہتا ہے۔ حال ہی میں روس نے پھر چیچنیا پر پوری شدّت سے بھرپور حملے کئے ہیں' لیکن انسانی حقوق کے علمبردار ممالک میں سے کسی کو اس کی مذمت کرنے کی توفیق نہیں ہوئی۔

اس کے علاوہ کینہ پروری' ناانصافی' جاگیرداری' دولت کی عدم مساوی تقسیم' شراب' فحاشی' عریانی' عوام کے حقوق سے غفلت' ٹیکسوں کی بھرمار' پُرتعیش زندگی' طبقاتی نظام' سیاسی انتقام' جہالت' تنگ نظری' جنسی بے راہ روی' میڈیا کا غلط استعمال' مذہبی تعصّب اور دین سے دوری جیسے عوامل شہریوں کے صبر کا پیمانہ لبریز کئے دیتے ہیں۔ شہروں کی طوالنی' خواتین کی آزادی اور قائدین کا فقدان بھی شہریوں کو شکیب کا دامن ہاتھ سے چھوڑنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ طرزِ حکمرانی بھی بہت سے ملکوں میں عوام کے لئے فرسانِ روح بنی ہوئی ہے۔

دنیا میں مشہور طرق حکمرانی شخصی ملوکیت' آمرانہ طرز حکومت' مغربی جمہوریت اور کمیونزم کی شکل میں رائج ہیں۔ شخصی طرز حکومت انسانیت کے لئے سمِ قاتل ہے۔ اس میں اقتدار ایک خاندان کی وراثت بن کر رہ جاتا ہے اور سپوت سے پوت تک منتقل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس طرح ایک خاندان بلاوجہ ملک کے ذرائع آمدن اور عوام کی محنت اور کاوش کا مالک بن بیٹھتا ہے۔

جمہوری طرز حکومت میں معمولی اکثریت سے جیتنے والی پارٹی صاحب اقتدار بن جاتی

ہے' جب کہ ہارنے والی پارٹیوں کے ووٹروں کی تعداد کہیں زیادہ ہوتی ہے' یہ بھی عدل و انصاف کے خلاف ہے کہ محض تعداد کی اکثریت کی وجہ سے حکمرانی اور فرمانروائی کا حق حاصل ہو جائے۔ جمہوریت کی اس مکروہ شکل کو امریکہ میں کالے گورے کے فسادات کے تناظر میں دیکھا جاسکتا ہے۔

کمیونزم میں بھی ایک جماعت اقتدار پر براجمان ہوتی ہے۔ کمیونزم میں کمیونسٹ پارٹی کے اربابِ بست و کشاد پورے ملک کو قیدی بنا کر اس کی آزادی اور کمائی کا استیصال کرتے ہیں اور انسان حیوانوں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ روس اس نظامِ بد کی وجہ سے موت و حیات کی کشمکش میں دم توڑ رہا ہے۔ اس نظام نے وسطِ ایشیا کی مسلم ریاستوں کو باندھ کے رکھا تھا مگر موقع ملتے ہی اس جبر سے گلو خلاصی کرا کے وہ پھر سے اپنا تشخص قائم کرنے میں سرگرم عمل ہو گئی ہیں۔

آمرانہ طرز حکومت میں شخصی حکومت' مغربی جمہوریت اور کمیونزم کی تمام خرابیاں موجود ہیں۔ یہ نظام بھی انسانیت کے لئے اتنا ہی زہر قاتل ہے جتنے دیگر خود ساختہ نظام سلطنت ہیں۔ عراق ایسے ہی نظام کی وجہ سے مصائب کا شکار ہے۔ بقول اقبال ؎

زمامِ کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریقِ کوہ کن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی
جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

شہر کی طوالت بھی جرائم کی آماج گاہ ثابت ہوتی ہے۔ اِس وقت دنیا میں ہر ملک اس مسئلے سے دوچار ہے۔ کراچی کی بدامنی اور دہشت گردی اسی کا نتیجہ ہے۔ ہمسایہ ملک بھارت کے شہر ممبئی میں دو لاکھ افراد کا گھر فٹ پاتھ ہے۔ ایسے افراد نہ صرف سماج کی پیشانی پر بدنما داغ ہوتے ہیں بلکہ بہت سی سماجی برائیاں بھی انہی کی مرہونِ منّت ہوتی ہیں۔ اس کیلئے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان بہترین رہنما اصول بنتا ہے کہ جب کسی شہر کی آبادی حد سے تجاوز کرنے لگے تو اس کے قریب دوسرا شہر آباد کر دو۔

اگر کسی قوم کو مخلص رہنما مل جائے تو عوام کے قلوب اس کے دل کی دھڑکن کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ ترکی میں مصطفیٰ کمال اتاترک' پاکستان میں بابائے قوم محمد علی جناح اور ایران میں امام خمینی ایسے ہی قائد گزرے ہیں۔ "بڑی شخصیت عدد "ایک" کی مانند ہے۔ جب عوام کسی بڑی شخصیت کے دائیں جانب لگ جاتے ہیں تو وہ ایک سے سو' ہزار' لاکھ' کروڑ اور ارب بن جاتے ہیں"۔ [1] دنیا میں عوام کی شیرازہ بندی کے لئے قائدین کا قحط الرجال ہے۔ اس لئے سب کی اپنی اپنی ڈفلی اور اپنا اپنا راگ ہے۔

فرائڈ کا کہنا ہے کہ انسان میں پیدائشی طور پر دو خواہشیں موجود ہیں۔ زندگی سے محبت (روٹی' کپڑا' مکان) اور جنسی خواہش۔ ان دونوں خواہشوں کی تکمیل کے لئے کسی اخلاق' تہذیب اور شائستگی کی ضرورت نہیں' کیونکہ اخلاق وحشی قبائلی دور کی یادگار ہے۔ اخلاق انسانی طبیعت سے ہم آہنگ نہیں ہے بلکہ خارج سے مسلّط کردہ ہے۔ اخلاق ایک ایسا بندھن ہے جو انسان کو آزادانہ عمل سے باز رکھتا ہے' فرد کو بھرپور آزادی سے مستفید ہونے میں مانع ہے اور اس وجہ سے فرد نفسیاتی امراض اور اعصابی اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔ مہذب بننے کے لئے ضروری ہے کہ اخلاق کے باقی ماندہ اثرات بھی مٹا دیئے جائیں۔

زمانۂ جاہلیت میں بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ پھر ایک دور آیا جب عورتوں کو شوہر کے مرنے پر ستی کے نام پر چتا میں جلایا جانے لگا۔ آج مغرب میں تہذیب کے نام پر عورت کو قربان کیا جا رہا ہے۔ وہاں عورت اپنی نسوانیت سے ہاتھ دھو بیٹھی ہے بلکہ انسانیت کے مرتبے سے گر کر حیوانی خواہشات کی گرفت میں آ کر اس سراب پر چل نکلی ہے جس پر دورِ جہالت میں سرگرداں تھی۔ امریکہ میں دنیا میں سب سے زیادہ جنسی آزادی ہے۔ وہاں عورت سخت خطرناک اجتماعی مسئلہ بنتی جا رہی ہے۔ فرانس میں اس سے بھی پہلے جنسی بے راہ روی کا شکار ہو کر خاندانی نظام کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ میاں بیوی نے ایک دوسرے سے یہ توقع رکھنا ہی چھوڑ دی کہ وہ خالصتاً ایک دوسرے کے لئے ہو سکتے ہیں۔ عورتوں کی آزادی میں بھی مردوں کی عیّاشی کی ایک چال ہے۔ دی نیو

یارک ٹائمز نے بین الاقوامی تنظیم ایمنسٹی انٹرنیشنل اور ہیومن رائٹس واچ کے حوالے سے لکھا ہے کہ "امریکی جیلوں میں خواتین کے ساتھ انسانیت سوز سلوک ہوتا ہے۔ جیل میں ۸۰ ہزار خواتین اڑھائی لاکھ بچوں کی مائیں بن چکی ہیں"۔ اس جنسی بے راہ روی کا یہ نتیجہ نکلا ہے کہ مغرب میں عورت نے مرد پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے شرح پیدائش میں انتہائی کمی واقع ہوگئی ہے۔[۲] بقول اقبال ؎

کیا یہی ہے معاشرت کا کمال
مَرد بے کار و زن تہی آغوش؟

اس کے لئے مغرب نے ایک چال چلی ہے کہ جو ملک جنسی بے راہ روی کا شکار نہیں اور وہ فطری انداز میں شرح پیدائش بڑھا رہے ہیں، انہیں آبادی کے دباؤ کی دہائی دے کر آبادی بڑھانے سے باز رکھا جائے۔ امریکہ اور اس کے حاشیہ بردار کئی دوسرے مغربی ممالک اس مقصد کے لئے لاکھوں پونڈ اور ڈالر خرچ کر رہے ہیں۔ پاکستان بھی اندرونی طور پر چند مسائل کا شکار ہے جس کی وجہ سے یہاں عدم برداشت کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ ان عوامل میں دو قومی نظریئے کی مخالفت، غیر اسلامی طرز حکومت، انصاف کے حصول میں دشواری، سرمایہ داری اور جاگیرداری زیادہ اہم ہیں۔

پاکستان دو قومی نظریئے کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا۔ تحریک پاکستان میں دو قومی نظریئے پر برِّعظیم کے مسلمان متّحد ہوئے اور پاکستان کا حصول ان کا نصب العین بن گیا۔ تحریک پاکستان میں مسلمانوں کا ایک طبقہ کانگرس کے متّحدہ قومیت کے نعرے سے متأثر ہو کر کہہ اٹھا کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں، ہم ہندوستانی ہیں اور ہندوستان کی تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔ وہ طبقہ کانگرس کے اقتدار میں اپنے لئے بہتر اور بڑے مناصب کے خواب دیکھ رہا تھا۔ پاکستان ناگزیر تھا، معرض وجود میں آگیا تو دو قومی نظریئے کے مخالف پاکستان کے مخالف بن گئے۔ انہوں نے نظریۂ پاکستان کو غلط ثابت کرنے کے لئے بھارت کے ہاتھ مضبوط کئے اور ۱۹۷۱ء میں پاکستان کے مشرقی بازو کو الگ کر کے پاکستان کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔

اسلام کا نظامِ حکومت شورائی ہے' جو مغربی جمہوریت کی ضد ہے۔ مغربی جمہوریت کے لئے غیر طبقاتی معاشرت اور عوام کا سو فی صد تعلیم یافتہ ہونا ضروری ہے۔ یہ دونوں باتیں پاکستان میں موجود نہیں۔ عوام کی اکثریت ناخواندہ اور سرداروں' جاگیرداروں' سرمایہ داروں اور خوانین کے زیر اثر ہے جو آزادانہ سوچ سے عاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قومی و ملکی سوچ سے عاری افراد منتخب ہو کر بار بار اسمبلی تک پہنچتے ہیں۔ جمہوری عمل کو بار بار کے مارشل لاؤں نے بھی نقصان پہنچایا ہے۔ اس سے نہ تو جمہوری عمل پروان چڑھ سکا اور نہ قائدین و عوام کا مزاج جمہوری بن سکا۔

پاکستان میں انصاف کے حصول میں دشواری بھی اہل پاکستان کے عدم برداشت کے رجحان کی آبیاری کر رہی ہے۔ انصاف کے حصول کا طریقۂ کار مہنگا' طویل اور صبر آزما ہے۔ اس لئے لوگ اپنا انتقام خود لینے کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ اب تو پولیس نے بھی ماورائے عدالت ملزموں کی سرکوبی کی راہ اپنالی ہے۔

سرمایہ داری اور جاگیرداری بھی پاکستانی معاشرے کیلئے سوہانِ روح بنی ہوئی ہے۔ منافع کے حصول کے لئے سرمایہ دار مزدور کا استحصال کرتا ہے۔ استحصال سرمایہ داری کے مزاج میں شامل ہے۔ پیداوار کے ہتھیانے کیلئے جاگیردار کسان کا حق تلف کرتا ہے۔ جبر جاگیرداری کی سرشت میں داخل ہے۔ پاکستان بننے کے بعد یہ دونوں لعنتیں یہاں موجود رہیں اور پاکستانی معاشرے میں انتشار کا باعث بنتی رہی ہیں۔ "جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اس کی نظر میں تو سرمایہ داری بھی حرام ہے اور پُر تعیش زندگی بھی"۔ (۳)

تعلیماتِ نبوی ﷺ

نظامِ ملک گیری ہو کہ نظامِ ملک داری' قانون سازی ہو کہ اس کا نفاذ' صلح ہو کہ جنگ' انفرادی ذمہ داری ہو کہ اجتماعی ذمہ داری' خود آگاہی ہو کہ خدا آگاہی' اخلاقیات ہوں کہ عبادات' معاشیات ہوں کہ اقتصادیات اور ملکی معاملات ہوں یا بین الاقوامی سیاسیات' سب میں قرآن مجید نے رحمتہ للعالمین ﷺ کو اِنس و جن کے لئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ آپؐ ساری دنیا کیلئے ایک کامل اور اکمل نمونہ بن کر تشریف لائے۔ آپؐ کا

یہ کامل اُسوہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کو محیط ہے۔ بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا "کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" آپؐ کی پوری حیاتِ طیبہ قرآن کریم کی تفسیر و عملی نمونہ تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی زندگی مبارک کو اہلِ ایمان کیلئے اُسوۂ حسنہ قرار دیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب : ۲۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی کچھ جھلکیاں اور تعلیماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اقتباسات سپردِ قلم کئے جاتے ہیں جن کی روشنی میں قومی و بین الاقوامی مزاج میں عدم برداشت کا جو رجحان پیدا ہو گیا ہے، اسے اعتدال میں لایا جا سکتا ہے۔

آفاقیت

حضرت آدم علیہ السلام اور مائی حوا کا ملاپ مکّہ میں ہوا اور اس جوڑے سے زمین پر بنی نوعِ انسان کی ابتدا ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے مختلف خِطوّں میں آباد ہوتے چلے گئے اور یوں نسل انسانی کرۂ ارض پر پھیلتی چلی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کی مخلوقِ خدا کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ قرار دیا۔ ارشادِ نبویؐ ہے :

((اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ فاحبُّ الخلقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عيالِهٖ))

"مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کو وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے"۔

جس طرح کرۂ ارض پر بسنے والے سب انسان ایک ہی باپ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اسی طرح ہر خطے کے اندر بسنے والے مختلف رنگ، نسل اور زبان بولنے والوں کا سلسلۂ نسب بھی حضرت آدم علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ یوں سب برّاعظموں کے انسان مساوی حیثیت کے قرار پاتے ہیں اور ان میں کوئی اعلیٰ اور ادنیٰ ذات کا نہیں رہتا۔ ارشادِ خداوندی ہے :

﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ (الحجرات : ۱۳)

"لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم علیہ السلام) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا

کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو۔"

آپؐ نے رنگ 'نسل' زبان اور جغرافیائی حدود کے امتیاز کی نفی کرتے ہوئے فرمایا :

((یَاَیُّھَا النَّاسُ اَلاَ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاحِدٌ' وَاِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ' لاَ فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ' وَلاَ لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ' وَلاَ لِاَحْمَرَ عَلٰی اَسْوَدَ وَلاَ لِاَسْوَدَ عَلٰی اَحْمَرَ اِلاَّ بِالتَّقْوٰی)) (مسند امام احمد)

"اے لوگو! بخوبی سمجھ لو تمہارا سب کا پروردگار ایک ہے اور یوں تمہارا باپ (حضرت آدمؑ) بھی ایک ہے۔ لہٰذا کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی برتری حاصل نہیں۔ اگر کسی کو بزرگی اور فضیلت حاصل ہے تو حسب و نسب کی وجہ سے نہیں بلکہ زہد و تقویٰ کی وجہ سے ہے۔"

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حسب و نسب کے فخر و غرور کی نفی کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے خون 'عزت و آبرو اور مال کو ایک دوسرے کے لئے مقدس قرار دیا۔ ارشاد نبویؐ ہے :

((اِنَّ دِمَاءَ کُمْ وَاَمْوَالَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِکُمْ ھٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ ھٰذَا یَوْمَ تَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ)) (بخاری و مسلم)

"لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اس ماہ (حج) اس شہر (مکہ) اور اس دن (یوم حج) کی حرمت کی طرح حرام ہیں 'اس دن تک جس دن تم اپنے رب سے ملاقات کروگے۔"

بقول اقبال ؎

نہ افغانیم و نے ترک و تاریم
چمن زادیم و از یک شاخساریم
تمیزِ رنگ و بُو برما حرام است
کہ ما پروردۂ یک نو بہاریم

"تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں" : (حدیث)

اسلام نہ صرف حسب و نسب کے امتیاز کی نفی کرتا ہے بلکہ وطن کی تفریق کو بھی انسانیت کے لئے سمِ قاتل قرار دیتا ہے۔ وطن کو انسانیت کی تفریق کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلام اور نسلی' قومی و وطنی امتیازات ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ یہ امتیازات اسلام بلکہ تمام عالم انسانیت کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ ؎

اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اس سے
قومیت اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

آنحضرت ﷺ کی دعوت آفاقی ہے۔ اس میں کسی خطے' نسل' قبیلے' کنبے یا قوم کا اختصاص نہیں۔ قرآن مجید آپؐ کی اس آفاقی حیثیت کو یوں بیان کرتا ہے : ﴿ قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ﴾ (الاعراف : ۱۵۸) یعنی "فرمایئے! اے انسانو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ شاہ ایران کے نام مکتوب گرامی میں یہ الفاظ بھی آپؐ کی آفاقی حیثیت پر گواہ ہیں : ((اِنِّیْ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَی النَّاسِ کُلِّھِمْ)) (طبری ج ۳) بے شک میں تمام کے تمام انسانوں کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ نسلی و قومی امتیازات کے نتیجے میں غلامی کا رواج ہوا اور یہ انسانیت کی پیشانی پر بدنما داغ بن گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد (۵۷۱ء) کے وقت انسانی معاشروں میں غلاموں کی زندگی حیوانوں سے بدتر ہو کر رہ گئی تھی۔ خود عرب معاشرے میں ہزاروں غلام موجود تھے۔ اس لئے اس ادارے کو فوری ختم کرنا خود ان کے لئے باعثِ ہلاکت ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپ ﷺ نے غلامی کو ختم کرنے کے لئے انتہائی حکیمانہ اقدامات کئے۔ آپؐ نے غلاموں کے بارے میں سخت تاکید فرمائی کہ جس کے پاس مملوک اور غلام ہوں تو جو کھانا وہ خود کھائے وہی غلام کو کھلائے' جیسا لباس خود پہنے غلام کو اسی طرح کا لباس پہنائے' اس پر کام کا اتنا بوجھ نہ ڈالے جسے وہ نہ کر سکے۔ بہتر یہ ہے کہ ان کی گزران کا بندوبست کر کے آزاد کر دے۔ ارشاد نبویؐ ہے :

((اِخْوَانُکُمْ جَعَلَھُمُ اللّٰہُ تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ))

"یہ تمہارے بھائی ہیں، جنہیں اللہ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے"۔

اس سے اسلامی معاشرے میں عملاً غلامی کا خاتمہ ہو گیا یا مسلم معاشرے میں غلام ہونا کوئی عیب نہ رہا۔ حضرت بلال، حضرت صہیب رومی اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہم وغیرھم سیدنا بلال، سیدنا صہیب رومی اور سیدنا زید بن حارث رضی اللہ عنہم بن گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشی غلام سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کعبے کی چھت پر کھڑا کر کے اذان دینے کا عظیم اعزاز بخشتے ہوئے رنگ و نسب، مال و منال اور جاہ و حشم کے بتوں کو پاش پاش کر کے عظمتِ انسانیت کا اعلان فرمایا۔

اسلامی تاریخ میں مصر میں برسوں مسلم ممالیک (غلاموں) کی حکومت رہی۔ ہندوستان میں خاندان غلاماں کی حکومت مدتوں رہی۔ ہندوستان میں قطب الدین ایبک، غیاث الدین بلبن اور ہندوستان پر سترہ حملے کرنے والے محمود غزنوی غلام خاندان ہی سے تھے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ بنی تمیم کے موالیوں میں سے تھے۔ سینکڑوں ائمۂ حدیث، فقہ و تفسیر غلام ہی ہوئے ہیں۔ ہری چند اختر کہتے ہیں۔

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولا کر دیا
شوکتِ مغرور کا کس ذات نے توڑا طلسم
منہدم کس نے الٰہی قصرِ کسریٰ کر دیا
آدمیت کا غرض ساماں مہیّا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

عدل و انصاف

محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایسا مثالی معاشرہ قائم کرنا تھا جس کی بنیادیں عدل و انصاف، صلح و آشتی، اخوت و مساوات، خدا شناسی اور خود آگاہی پر استوار ہوں۔ آپؐ ایک ایسی فلاحی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے جس میں کوئی فرد کسی

دوسرے فرد کے حقوق کو پامال نہ کرسکے۔ جہاں ہر شخص کی عزت و عصمت محفوظ ہو' ہر شہری کو اپنے رہن سہن اور حصول معاش کے یکساں مواقع میسر ہوں' طاقت ور کسی کمزور پر ظلم نہ کرسکے اور کوئی فرد اپنے بنیادی حقوق سے محروم نہ رہے۔ وہاں خدا کا قانون نافذ ہو اور وہ امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے۔ یہ سب آپ ﷺ نے چند برسوں میں ۱۰ لاکھ مربع میل کے رقبے میں فلاحی ریاست قائم کرکے دکھایا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت کے دس سالوں میں اسلام جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر ایران' عراق' شام' مصر اور افریقہ تک جا پہنچا۔ اسلامی نظامِ حکومت میں "سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ" (قوم کا سردار اصل میں قوم کا خادم ہوتا ہے) کا زریں اصول کارفرما ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اگر دریائے دجلہ کے کنارے کوئی کتّا بھوکا مرگیا تو عمر رضی اللہ عنہ سے اُس کی بازپرس ہو گی۔

عدل و انصاف اسلامی حکومت کے بقا کی علامت ہے۔ خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لادینی حکومت قائم رہ سکتی ہے مگر انصاف کے بغیر کسی سلطنت کا اپنے وجود کو قائم رکھنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

﴿ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (المائدہ : ۸)

"اور تمہیں کسی گروہ کی دشمنی اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم عدل کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دو۔ عدل کرتے رہو یہ تقویٰ سے قریب تر ہے"۔

اسلامی حکومت غیر مسلموں کی جان' مال' عزت اور بنیادی حقوق کی اُسی طرح پاس داری کرتی ہے جس طرح مسلمانوں کے حقوق کی ضمانت دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے :

((اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسِهٖ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) (ابو داؤد)

"جس کسی نے کسی غیر مسلم ذمی پر ظلم کیا یا اس کے حقوق میں کمی کی یا اس کی طاقت

سے زیادہ اس کو تکلیف دی یا اس کی کوئی چیز اس کی دلی رضامندی کے بغیر حاصل کی تو قیامت کے روز میں اس کی طرف سے وکیل بن کر دعویٰ دائر کروں گا۔"

اسلام کے صیغۂ عدل و انصاف میں سب برابر ہیں۔ ایک دفعہ فاطمہ نامی ایک عورت چوری کے جرم میں پکڑی گئی۔ اس کے خاندان بنو مخزوم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ذریعے اس کے حق میں سفارش کرائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی ناراض ہوئے اور فرمایا: "کیا تم حدود اللہ میں سفارش کرتے ہو؟ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ایسا کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا"۔

اصلاحِ معاشرہ

معاشرتی استحکام کے لئے ارشادِ خداوندی ہے :

﴿ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسٰى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ ﴾ (الحجرات : ١١)

"نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔"

﴿ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ ﴾ (الحجرات : ١٢)

"اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ حالانکہ اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو"۔ اور فرمایا : "نرمی، محبت اور مودت میں مؤمنین کی مثال جسم کی سی ہے۔ اگر جسم کے کسی حصے میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم ہی تکلیف، بے خوابی اور بخار محسوس کرتا ہے"۔ مزید فرمایا : "تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اپنے ہاتھ سے مٹا دے، اگر ایسا نہ کر سکے تو زبان سے اُسے برا کہے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو دل میں برا سمجھے۔ یہ

ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"

جاگیرداری :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مفتوحہ علاقوں کی زمینوں کو بیت المال کی ملکیت (خراجی اراضی) قرار دیا۔ اس کے باوجود بنو امیہ کے زمانے میں جاگیرداری کے اثرات رونما ہوئے تو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جاگیرداری نظام کو ختم کرکے اسلامی حکومت میں سیاست اور مالی شعبوں میں پیدا شدہ بگاڑ کی اصلاح کی۔ انہوں نے بنو امیہ سے لوگوں کا سرمایہ لے کر انہیں واپس کیا اور ہندوستان سے افریقہ تک پھیلی ہوئی اسلامی حکومت میں ایسا اجتماعی اور معاشی انصاف قائم کیا کہ عمالِ زکوٰۃ فقراء اور محتاجوں کی تلاش میں نکلتے مگر انہیں زکوٰۃ کا حق دار نہ ملتا کیونکہ سب لوگ ہاتھ کی کمائی سے مستغنی ہو گئے"۔ [۴] آپ ایسی ہی اصلاحات کی وجہ سے مجدد اوّل کہلاتے ہیں۔

جاگیرداری نظام پاکستان میں ایک لعنت ہے۔ خاص طور پر سندھ کی دھرتی کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے۔ اس زرخیز خطے میں جاگیرداری نظام اپنی بدترین شکل میں موجود ہے۔ سندھی ہاری انتہائی پسماندہ زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ اقتصادی طور پر جاگیرداری نظام نے انہیں پابندِ سلاسل کر رکھا ہے اور مذہبی طور پر نام نہاد گدی نشینوں اور پیروں نے انہیں غلام بنا رکھا ہے۔ جاگیرداری نظام نے پاکستان کو دولخت کیا اور اب موجودہ پاکستان کی ترقی میں بھی رکاوٹ بن رہا ہے۔

مسکرات

مغرب مہلک ہتھیاروں سے انسان کی تباہی و بربادی کا سامان بہم پہنچا رہا ہے اور اس کے جواب میں مشرق مسکرات کے ذریعے انسان کی ہلاکت کا باعث بن رہا ہے۔ اسلام نے ہر نشہ آور چیز کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

﴿ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ﴾ (البقرۃ : ۲۱۹)

"لوگ آپؐ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں۔ آپؐ فرما دیجئے کہ ان دونوں کے استعمال میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں ہیں اور لوگوں کے بعض فائدے بھی ہیں، اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔"

ارشاد نبویؐ ہے ((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)) "ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے"۔ آج کل ہیروئن کا چلن ہے۔ یہ شراب سے بھی زیادہ مہلک اور تباہ کن ہے۔ اسلام میں ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور اس کا تیار کرنے والا، کاروبار کرنے والا اور استعمال کرنے والا مجرم ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے "میری امت میں کچھ لوگ نام بدل کر شراب کا استعمال کریں گے"۔

سود

سود قوموں کی معیشت کو دیمک کی طرح چاٹ لیتا ہے۔ یہودی سودی کاروبار کی وجہ سے پوری دنیا میں ملامت کی علامت بن چکے ہیں:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ)) (ابوداؤد، کتاب البیوع)

"آنحضرت ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، اس پر گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر لعنت بھیجی ہے"۔

رشوت

رشوت عدل وانصاف میں رخنہ ڈال کر معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ))

"آپ ﷺ نے راشی (رشوت دینے والے) اور مرتشی (رشوت لینے والے) دونوں پر لعنت فرمائی"۔

جہاد

مسلمانوں کو دنیا میں اللہ کا کلمہ سربلند رکھنے، امن وامان قائم رکھنے اور ظالم ومظلوم

کی مدد کرنے کے لئے ہمیشہ ہتھیار بند رہنے کا حکم دیا گیا ہے :

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ ﴾ (الانفال : ۶۰)

"اور کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکے، ہتھیار سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو اور اس کے ذریعے سے اللہ کے دشمنوں پر اور اپنے دشمنوں پر اپنا رعب جمائے رکھو۔"

اسلام میں مغرب کی طرح لڑائی اور محبت میں اصولوں کی پامالی کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے میدان جنگ میں ایک عورت کی لاش دیکھی تو ناراض ہو کر فرمایا : ((مَا كَانَتْ هٰذِهٖ تقاتل)) "یہ تو لڑنے والوں میں شامل نہ تھی"۔ (ابن ماجہ کتاب الجہاد)۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا ((لَا تَقْتُلَنَّ اِمْرَاَةً وَّلَا عَسِيْفًا)) عورت اور مزدور کو ہرگز قتل نہ کرو۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد)۔

جہاد مظلوموں کو ظالموں سے نجات دلانے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ ارشاد خداوندی ہے :

﴿ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴾ (النساء : ۷۵)

"آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اُن بے بس مَردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لئے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے"۔

اگر دو اسلامی ممالک ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہو جائیں یا اسلامی ملک کے اندر ہی کوئی گروہ بغاوت کر کے امن و امان کو تہہ و بالا کر دے تو انہیں حکمت عملی کے

ساتھ باز رکھنے کی کوشش کی جائے۔ وہ اگر نرمی کی زبان نہ سمجھیں تو زیادتی کرنے والے کا ہاتھ روک لو اور اسے حق کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردو۔ ارشاد خداوندی ہے :

﴿ وَاِنْ طَائِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوْا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰهِ ﴾

(الحجرات : ۹)

"اگر مسلمانوں میں دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو۔ پھر اگر ان میں سے ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس گروہ سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ خداوند تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرے"۔

طبقہ اناث :

عورت اور مرد اس جہانِ آب و گل کی ترقی میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی بقاء دونوں کے ملاپ میں رکھی ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے :

((اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی))

(مسلم، کتاب النکاح)

"میں تو عورتوں سے نکاح کرتا ہوں، تو جس نے میرے طریقے سے روگردانی کی، وہ مجھ سے نہیں"۔

ارشاد خداوندی ہے :

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ (البقرة : ۲۳)

"عورتیں تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو"۔

حدیث میں ہے :

((خَیْرُكُمْ خَیْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ)) (ترمذی)

"تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لئے سب سے بہتر ہے"۔

آپ ﷺ نے فرمایا : "تمہاری دنیا میں مجھے خوشبو اور عورت پسند ہیں اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹیوں کو باپ کی وراثت میں حصہ دار بنایا اور

بیٹی کی پرورش اور تربیت کو ایک مقدس فریضہ قرار دیا۔ ماں کے قدموں میں جنت بتا کر جوانوں کے سر مقدس رشتے پر خم کر دیئے۔ طبقہ اناث کو صحیح اور جائز مقام اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اکرم ﷺ نے عطا فرمایا۔

عورت لذت تخلیق کا پیکر مجسم ہے۔ اس کی خودی امومت کے فرائض دے کر ہی اپنا استحکام کر سکتی ہے۔ اگر وہ فطرت کے خلاف دوسرا راستہ اختیار کرے گی تو نہ صرف وہ خود نامرادی کی گھاٹیوں میں بھٹک جائے گی بلکہ پوری انسانیت کو قعرِ مذلت میں دھکیل دے گی۔ اس لئے اس مسئلے پر تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں قابو پانا ہوگا۔ عورت جب ماں ہے تو اس کے قدموں میں جنت ہے۔ بہن اور بیٹی کی صورت میں جنت تک لے جانے کا وسیلہ ہے۔ مگر عورت کی بے لگام آزادی اور تعلیماتِ اسلامی سے روگردانی نہ صرف اس دنیا کو جہنم بنا دیتی ہے بلکہ دوسری دُنیا میں بھی اپنے ساتھ کئی مَردوں کو دوزخ کا ایندھن بنانے کا ذریعہ بنے گی۔

اقوامِ عالم اور اہل پاکستان جن عوامل اور اسباب کی وجہ سے عدم برداشت کے رجحان کا شکار ہو رہے ہیں ان کو اعتدال میں لانے کے لئے تعلیمات نبوی ﷺ سے ہی رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسی مقالے میں نہایت اختصار سے اُسوۂ حسنہ سے رہنما اصول تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ضروری ہے کہ پاکستان جو اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا، پہل کرتے ہوئے ان رہنما اُصولوں کی روشنی میں اسلامی معاشرہ اور فلاحی مملکت قائم کر کے دنیا کے لئے مثال بنے۔

حواشی

۱) ایم نذیر احمد تشنہ 'مینار پاکستان ص۵۹' گلوب پبلشرز' اردو بازار لاہور' بارِ اوّل ۱۹۵۸ء

۲) جیل میں عورتیں مجبور تھیں اس لئے وہ مجبوراً مائیں بننے پر مجبور ہو گئیں۔ آزاد عورت بچوں کو جنم دینے کے تکلیف دہ عمل سے دوچار ہونے کے لئے تیار ہیں۔

۳) محمد قطب مصری' اسلام اور جدید مادی افکار (اردو ترجمہ سجاد احمد کاندھلوی) ص ۱۲۰'

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ '۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور' بار سوم فروری ۱۹۸۴ء
۴) اسلام اور جدید مادی افکار ص ۱۲۰

کتابیات

۱) القرآن
۲) الحدیث
۳) الازہری' پیر محمد کرم شاہ: مقالات جلد اول' ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور ۱۹۹۰ء۔
۴) چوہدری افضل حق: محبوب خدا' قومی کتب خانہ لاہور ۱۹۸۳ء۔
۵) محمد حمید اللہ: عہد نبویؐ کے میدان جنگ' حیدر آباد دکن' بدون سن۔
۶) محمد حمید اللہ: عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی' دہلی' ۱۹۲۶ء۔
۷) محمد حمید اللہ: رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی' لاہور' ۱۹۵۴ء
۸) مولانا شبلی نعمانی و سید سلیمان ندوی: سیرت النبیؐ' مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۱۷ھ' ۶ جلدیں
۹) صدیقی' مولانا حامد الرحمٰن کاندھلوی: جامع ترمذی شریف (اردو)' قرآن محل کراچی ۱۹۶۷ء۔
۱۰) صدیقی' مولانا عابد الرحمٰن' صحیح مسلم شریف (اردو)' قرآن محل کراچی' بدون سن۔
۱۱) صدیقی' مولانا عبد الجلیل' سیرۃ النبی' ابن ہشام' شیخ غلام علی اینڈ سنز' لاہور سن ندارد۔
۱۲) محمد قطب مصری: اسلام اور جدید مادی افکار (اردو ترجمہ سجاد احمد کاندھلوی) لاہور ۱۹۸۴ء۔
۱۳) کاندھلوی' محمد ادریس' سیرۃ المصطفیٰ' لاہور ۱۳۸۱ھ۔
۱۴) منصور پوری' قاضی سلیمان: رحمۃ اللعالمین' لاہور سن ندارد' ۳ جلدیں۔
۱۵) مودودی' سید ابو الاعلیٰ' سیرت سرورِ عالم' ادارہ ترجمان القرآن لاہور' بار چہارم ۱۹۸۳ء۔
۱۶) ندوی' مولانا سید ابو الحسن' منصب نبوت' مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۸' ۱۹۷۶ء۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔